

## 309385- مقصود لذاتہ اور غیر مقصود لذاتہ روزوں میں ایک روزہ کی نیتوں سے رکھنے کا مطلب

سوال

ایک روزے میں کئی نیتوں کو جمع کرنے کے لیے ہم مقصود لذاتہ اور غیر مقصود لذاتہ روزوں میں کیسے تفریت کریں۔

پسندیدہ جواب

اول :

متعدد عبادات کی مشترکہ نیت کرنے کا اصول یہ ہے کہ : دو میں سے ایک عبادت غیر مقصود لذاتہ ہو تو وہ دوسری عبادت کے ساتھ مشترکہ نیت کے ذریعے شامل ہو سکتی ہے۔

یہ اصول روزوں اور دیگر عبادات میں بھی روایتی ہے۔

چنانچہ روزوں میں سے مقصود لذاتہ روزے : ماہ رمضان، قضاۓ رمضان، نذر کے روزے، اور مخصوص ایام کے روزے مثلاً : یوم عرفہ، عاشورا، سوموار اور بھراث کے روزے شامل ہیں۔ اگرچہ ان ایام کے متعلق اہل علم کا اختلاف موجود ہے کہ کیا یہ سب دن مقصود لذاتہ ہیں یا نہیں؟۔

جبکہ غیر مقصود لذاتہ روزوں سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی دن میں مستحب روزہ رکھنا ہو، اس روزے کے لیے کوئی دن مخصوص نہ ہو، جیسے کہ ہر ماہ میں تین روزے رکھنے کا عمل ہے۔

امدیوم عرفہ یا سوموار کے دن کارروزہ اور مہینے میں رکھے جانے والے تین روزوں میں سے کسی بھی ایک دن کی نیت مشترکہ ہو سکتی ہے۔

جیسے کہ "الموسوعۃ الفقہیۃ" (24/12) میں ہے کہ : "کوئی شخص دو عبادتوں کی مشترکہ نیت کرنا چاہے کہ دونوں کی بنیاد میں داخل [یعنی یکساں کیفیت اور مقصد] پر مبنی ہو جیسے کہ جمعہ اور حین کا غسل، یا جمعہ اور عید کا غسل وغیرہ۔ یا پھر دونوں میں سے ایک عبادت غیر مقصود ہو جیسے کہ تعمیہ المسجد کی رکعات فرض یا کسی بھی سنت کے ساتھ مشترکہ نیت کے ساتھ پڑھی جائیں تو اس سے کسی بھی عبادت میں کوئی قدغنی پیدا نہیں ہو گی؛ کیونکہ غسل کی بنیاد میں داخل پر مبنی ہے، جبکہ تعمیہ المسجد وغیرہ جیسی نمازیں غیر مقصود لذاتہ ہیں؛ کیونکہ اس نماز میں مسجد جیسی جگہ پر نماز ادا کرنا مقصود ہوتا ہے اس لیے تعمیہ المسجد وغیرہ کی رکعات کسی دوسری نماز کے ساتھ مشترکہ نیت کے ساتھ اٹھی ہو سکتی ہے۔"

جبکہ دو ایسی عبادات کی مشترکہ نیت کرنا جو کہ مقصود لذاتہ ہیں جیسے کہ ظہر کی فرض رکعات اور سنت موكدہ کی رکعات تو یہ نمازیں مشترکہ نیت کے ساتھ ادا کرنا درست نہیں ہیں؛ کیونکہ یہ دونوں نمازیں الگ الگ مطلوب میں ادا کرنا چاہیے اور سنت موكدہ میں سے کوئی بھی نماز ایک دوسرے کے ساتھ مشترکہ نیت سے ادا نہیں ہو سکتی۔ "ختم شد

ڈاکٹر سلیمان اشقر رحمہ اللہ کلتے ہیں :

"ایسی صورتوں میں ایک عمل سے دو عبادات ہو جانے کے قائل حضرات اس لیے یہ موقف رکھتے ہیں کہ : شارع کا مقصود ایک ہی فعل سے حاصل ہو جاتا ہے چنانچہ تعمیہ المسجد فرض رکعات کے ادا کرنے سے بھی ادا ہو جانے گا چاہے وہ تعمیہ المسجد کی نیت کرے یا نہ کرے؛ کیونکہ تعمیہ المسجد کا اصل ہدف یہ ہے کہ مسجد میں نماز ادا کی جائے، اور وہ فرض کی ادائیگی سے ہو رہی ہے۔ "ختم شد

"مقاصد المکفین" صفحہ : 255

اسی طرح شیع بن عثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: "کیا ہم ایک ہی عبادت میں کئی عبادات کی ادائیگی کی نیت کر سکتے ہیں؟ مثلاً: ایک شخص مسجد میں داخل ہوا تو ظہر کی اذان ہو رہی تھی تو نمازی نے دور کعت ادا کی اور اس میں تعمیہ المسجد، تعمیہ الوضو، اور ظہر کی دو سنت موکدہ ادا کرنے کی نیت جمع کر لی، تو کیا یہ صحیح ہو گا؟"

انہوں نے جواب دیا کہ:

"یہ بہت ابھی اصول ہے کہ: کیا کئی عبادات ایک ہی مشترکہ نیت کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہیں؟ تو اس بارے میں ایک اصول ذکر کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں: "اگر کوئی عبادت کسی کامل عبادت کا جزو ہے تو ان کی مشترکہ نیت نہیں ہو سکتی" یہ ایک ضابط ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھیں: فجر کی دور کعت فرض ہیں، اور دو ہی فجر کی سنتیں ہوتی ہیں، لیکن یہ سنتیں الگ سے تو ہیں لیکن نماز فجر کا حصہ ہیں، یعنی یہ سنتیں نماز فجر کی تکمیل کرتی ہیں، اس لیے فجر کی سنتیں فجر کی فرض رکعات والا حکم نہیں لے سکتیں، نہ ہی فجر کی فرض رکعات فجر کی سنتیں کا حکم لے سکتی ہیں؛ کیونکہ فجر کی سنت موکدہ فرض رکعات کے تابع ہیں۔ لہذا جب کوئی عبادت کا جزو ہو تو ہر جگہ کا قائم مقام نہیں بن سکتا اور نہ ہی کل؛ جہاں کا قائم مقام بن سکتا ہے۔

ایک مثال سے سمجھیں: جماعت کی نماز کے بعد رکعتیں بھی دو ہی ہوتی ہیں؛ تو کیا یہ ممکن ہے کہ انسان جسم کی نماز پر ہی اکٹھا کرے اور بعد والی رکعات نہ پڑھے؟ تو اس کا جواب یہ ہو گا کہ: نہیں، کیوں؟ اس لیے جماعت کے بعد والی دور کعتات جماعت کے تابع ہیں۔

دوم: اگر دونوں عبادتیں الگ الگ اور مستقل ہیں، کسی عبادت کا دوسرا سی کوئی تعلق نہیں ہے اور دونوں ہی مقصود لذات ہیں تو دونوں عبادتیں ایک ہی مشترکہ نیت سے ادا نہیں ہو سکتیں۔

اس کی مثال یوں سمجھیں: کوئی کہے کہ: میں ظہر سے پہلے کی دور کعتیں پڑھنے لگا ہوں اور ان میں میری نیت چار سنت موکدہ ہوں گی؛ اس لیے کہ ظہر کی پہلے والی سنت موکدہ چار رکعات ہوتی ہیں جنہیں دو سلام سے پڑھا جاتا ہے، چنانچہ یہ کہتا ہے کہ: میں پڑھوں گا دور کعتیں ہی لیکن ان میں نیت چار رکعتوں کی ہو گی تو یہ ناجائز ہے؛ کیونکہ یہاں دو، دور کعت کر کے پڑھی جانی والی ظہر کی سنت موکدہ الگ الگ بھی ہیں اور مستقل بھی، نیز ہر ایک مقصود لذاتہ بھی ہے، لہذا دور کعتیں پڑھ کر چار شمار نہیں ہو سکتیں۔

ایک اور مثال: عشا کی نماز کے بعد دو سنت موکدہ ہیں، اور ان سنتیں کے بعد وتر ہوتے ہیں، اب تین وتروں کو دو سلام کے ساتھ پڑھنا جائز ہے، چنانچہ وہ پہلے دور کعت پڑھتا ہے اور پھر وتر پڑھتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں عشا کی سنت موکدہ والی دور کعتیں وتر کی پہلی دور کعتیں کی نیت کے ساتھ یہ بارگی ہی پڑھتا ہوں اور پھر اس کے بعد ایک وتر پڑھ لوں گا! تو یہ بھی ناجائز ہے؛ کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک مستقل عبادت اور دوسرا سی سے جدا ہے، نیز مقصود لذاتہ بھی ہے؛ اس لیے دونوں کی مشترکہ نیت کے ساتھ ادا نیگی نہیں ہو سکتی۔

سوم: اگر دونوں میں سے ایک عبادت غیر مقصود لذاتہ ہے، اس عبادت کا اصل بدف یہ ہے کہ اس طرح کی کوئی بھی عبادت کی جائے؛ تو اس صورت میں ایک عبادت کو دونوں کی نیت سے ادا کرنا کافی ہو جائے گا؛ لیکن یہاں پر اصل عبادت فرعی عبادت سے کفا یت کرے گی۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ: ایک شخص فجر کی نماز پڑھنے سے پہلے اور اذان کے بعد مسجد میں داخل ہوا تو ایسے شخص سے شرعی طور پر دو کام مطلوب ہیں: ایک تعمیہ المسجد پڑھے اور تعمیہ المسجد غیر مقصود لذاتہ عبادت ہے کیونکہ تعمیہ المسجد کا اصل بدف یہ ہے کہ آپ دور کعت نماز پڑھنے سے بغیر مسجد میں نہ بیٹھیں؛ چنانچہ اگر آپ فجر کی سنتیں ادا کر لیتے ہیں تو آپ کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ نماز پڑھ کر بھی بیٹھے ہیں، اس لیے تعمیہ المسجد کا مقصود بھی حاصل ہو گیا۔ لیکن اگر آپ تعمیہ المسجد پڑھنے کی نیت سے دور کعت پڑھتے ہیں تو اب یہ دور کعت فجر کی سنتیں سے کافی نہیں ہوں گی؛ کیونکہ فجر کی سنتیں مقصود لذاتہ عبادت ہے، جبکہ تعمیہ المسجد مقصود لذاتہ عبادت نہیں ہے۔

سائل کا یہ کہنا کہ : جب کوئی شخص ظہر کی اذان کے وقت مسجد میں آئے اور دور کعات پڑھتے ہوئے تھیۃ المسجد، تھیۃ الوضو اور ظہر کی دو سنتوں کی نیت اٹھی کر سختا ہے؟

تو یہاں تھیۃ المسجد اور ظہر کی سنتوں کی نیت تو ٹھیک ہو گی، لیکن تھیۃ الوضو کے بارے میں دیکھنا ہو گا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان : (جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے اور پھر دور کعات اس انداز سے پڑھے کہ وہ دل میں خیالات نہ لے کر آئے تو اس کے سابقہ گناہ معاف کردئے جاتے ہیں)؛ تو کیا یہاں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ وضو کے بعد دور کعین پڑھنی ہیں یا پھر کوئی بھی دور کعین مراد ہیں؟

تو ہم دیکھتے ہیں کہ اگر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ جب بھی وضو کریں تو دور کعت نماز پڑھیں تو پھر یہ رکعت مقصود لذات ہو جائیں گی، اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ وضو کے بعد کوئی سی بھی دور کعین پڑھتا ہے تو مقصود حاصل ہو جائے گا؛ تب ان دور کعتوں کی جگہ تھیۃ الوضو، تھیۃ المسجد اور ظہر کی سنتوں میں سے دور کعات بھی کفایت کر جائیں گی اور اس طرح یہ دور کعات مقصود لذات نہیں ہوں گی۔

محجیہ موسیٰ ہوتا ہے - واللہ اعلم - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان : (اور پھر دور کعات اس انداز سے پڑھے ...) سے کوئی مخصوص رکعات مراد نہیں ہیں، بلکہ اس سے مراد کوئی بھی دور کعین میں چاہے فرض رکعات ہی کیوں نہ ہوں۔

اس بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ : سائل نے جس مثال کا ذکر کیا ہے اس میں یہ دور کعات تھیۃ المسجد، سنت موکدہ اور تھیۃ الوضو سے کفایت کر جائیں گی۔

ایک اور مثال سے سمجھیں : ایک شخص نے جمعہ کے دن غسل جنابت کیا تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ غسل جمعہ کے دن کے غسل سے کفایت کر جائے گا؟

چنانچہ اگر غسل جنابت کرتے ہوئے غسل جمعہ کی بھی نیت کی تھی تو دونوں ہی ہو جائیں گے؛ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : (ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی)؛ لیکن اگر غسل جنابت کی نیت تو کرے تاہم جمعے کی نیت نہ کرے تو یہاں پھر بھی جمعہ کا غسل ہو جائے گا؛

یہاں ہم دیکھیں گے کہ غسل جمعہ مقصود لذات ہے یا جمعہ کے دن غسل کے حکم کا مطلب یہ ہے کہ انسان اس دن پاک صاف ہو؟

اصل مقصود یہ ہے کہ انسان پاک صاف ہو؛ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : (کتنا بھی اچھا ہو کہ تم اس دن پاک صاف ہو)؛ تو یہاں مقصود واضح ہوا کہ غسل سے مراد جمعہ کے دن پاک صاف ہونا ہے، اور یہ جنابت کے غسل سے بھی حاصل ہو جائے گا، اس بنا پر اگر کوئی انسان جمعہ کے دن غسل جنابت کرے تو اس کا ایک ہی غسل دونوں غسلوں کے لیے کافی ہو گا اگرچہ اس نے دونوں غسلوں کی نیت نہ کی ہو؛ تاہم اگر دونوں کی نیت کر لیتا ہے تو اس میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔ "ختم شد

"مجموع فتاویٰ ابن عثیمین" (302-14/299)

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہوا کہ یہ اصول محل اجتہاد ہے۔ علمائے کرام کے ہاں دلائل، اصول شریعت، کسی عبادت کے اصل یا فرع ہونے کے اعتبار سے جوبات ان کے ہاں راجح قرار پاتی ہے؛ اہل علم اس اصول کو وہیں پرلا گو کرتے ہیں۔

چنانچہ فتناتے احافت اس اصول کے بارے میں کہتے ہیں : ایک مشترک نیت عبادات کے وسائل میں جائز ہے، یعنی عبادت کی شرائط وغیرہ میں جائز ہے، مثلاً: طہارت نماز کے لیے شرط ہے تو احافت کے ہاں عبادات کے وسائل کی نیت مشترک ہو سکتی ہے لہذا فجنبت اور غسل یوم جمعہ کے لیے ایک ہی غسل جائز ہے۔

جبکہ مقاصد یعنی بذات خود عبادات میں تداخل یعنی مشترک نیت سے انہیں کرنا جائز نہیں ہے، مثلاً: کوئی شخص موجودہ وقت کی نماز اور فوت شدہ نماز کی نیت سے ایک ہی بار چار رکعت نماز پڑھے تو یہ جائز نہیں ہو گا۔

ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کستے ہیں :

"جب ایک ہی جنس کی دو عبادات ایک ہی وقت میں جمع اس طرح ہو جائیں کہ دونوں میں سے کوئی بھی بطور قضاۓ بجائے لائی جا رہی ہو اور نہ ہی ایک عبادت دوسری کے ضمن میں شامل ہو تو ایسی صورت میں دونوں عبادات ایک ہی عمل سے ہو جائیں گی، اس کی دو قسمیں ہیں :  
پہلی قسم : ایک ہی عمل سے دونوں عبادات ہو جائیں، تو ایسی صورت میں مشور موقف کے مطابق دونوں عبادات کی الگ ہی نیت کرنا شرط ہے۔

اس کی مثال یہ ہے : جس پر حدث اصغر اور حدث اکبر دونوں میں تو حنبلی فقہی موقف یہ ہے کہ افعال طہارت میں سے حدث اکبر سے پاکیزگی کے افعال کرے تو دونوں کی نیت ہونے پر دونوں طہارتیں حاصل ہو جائیں گی "۔۔۔

اس کے بعد کافی فرعی مثالیں اور احکام ذکر کرنے کے بعد حنبلی فضہ پر اس اصول کے اثرات نقل کیے اور پھر مزید کہا کہ :

"دوسری قسم : دونوں عبادتیں کسی ایک کی نیت کرنے سے بھی حاصل ہو جائیں، اس صورت میں دوسرا عمل کرنے کی اسے ضرورت نہیں ہے، دوسرا عمل ویسے ہی اس سے ساقط ہو جاتا ہے، اس کی بھی کئی مثالیں میں ہیں :

مثلاً : کوئی شخص مسجد میں اس وقت داخل ہو اجنب جماعت کھڑی تھی اور یہ جماعت میں شامل ہو جائے تو تحریۃ المسجد کی رکعات اس سے ساقط ہو جائیں گی "۔۔۔

اسی طرح : جب کوئی عمرہ کرنے والا کم مکرمہ آتے ہی عمرے کا طواف شروع کر دے تو اس سے طواف قدوم ساقط ہو جائے گا "۔۔۔"

ویکھیں : "قواعد ابن رجب" (1/142) اور اس کے بعد والے صفحات کا مطالعہ کریں۔

مختلف فقہی مذاہب کے فقہائے کرام نے اس اصول میں کوئی سی عبادت شامل ہیں اور کون سی نہیں ہیں، اس بارے میں متعدد تفصیلات ذکر کی ہیں۔

اس بارے میں آپ مزید تفصیلات جاننے کے لیے انٹر نیٹ پر موجود عربی کتاب : "التداء خل و آثره فی الأحكام الشرعية" ازڈاکٹر محمد خالد منصور کے صفحہ : 63 اور اس کے بعد کی مباحث پڑھیں۔

واللہ اعلم